ابن خرداذبہ اور ان کی کتاب المسالک والممالک: تاریخی و تنقیدی جائزہ

Ibn Khurdathba and his book Kitab al- Masalik wa'l- Mamalik: Historical and Critical Review

ڈاکٹر زینب امین*

ڈاکٹر محمد طاہر**

Abstract:
Ibn Khurdathba was a man with variable culture , he had an important role in the science of geography especially (knowing of the roads , locations of the cities , weather in addition to the news of general history and some arts like (music and singing) The growth of Ibn Khurdathba in a family worked in the military field , close to the royal court has helped him to start his practical life early and allowed him also to contact with caliphs , ministers and writers in addition to occupying of the significant positions in the state , making it easier to get information from their original resources .. Ibn Khurdathba has descended from Persian family lately entered into Islam- One of earliest geographical works of this period, his famous Kitab al-Masalik wa'l= Mamalik'. It gives a summary of the main trade routes of the Arab world and in addition provides description of such distant China, Korea and Japan. This article attempts his life and his "Al masalik wa al mamalik" book, varies sides.

جغرافیہ یا جُغرافیا اور جو غرافیہ وغیرہ کی اصطلاح قدیم بطلمیوس (م۱۶۸ء) کی تصنیفات میں استعمال ہوئی ہیں تاہم عربی ترجمہ صورۃ الارض کیا گیا چنانچہ بعض عرب جغرافیہ نگاروں نے اپنی تصنیفات کا یہی عنوان رکھا۔ مسعودی (م ۳۴۵ھ) نے اس اصطلاح کی تشریح "قطع الارض" سے کی 'جس کے معنی

---

* اسسٹنٹ پروفیسر علوم اسلامیہ، وویمن یونیورسٹی، پشاور

** اسسٹنٹ پروفیسر، علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ہیں زمین کی مساحت و پیمائش[۱]۔ عربوں کا جغرافیائی ادب متعدد انواع میں منقسم تھا' چنانچہ جغرافیہ کے مختلف پہلوؤں پر علیحدہ علیحدہ یک موضوعی 'تصنیفات قلمبند کی گئیں' مثلاً کتاب البلدان' صورۃ الاض' المسالک والممالک اور علم الطرق وغیرہ۔ المسالک ایک ایسا علم ہے جس کا تعلق مقامات کا جغرافیہ 'محل وقوع متعین کرنے سے ہے[۲]۔

زمانہ قبل اسلام میں عربوں کی جغرافیائی معلومات بعض روایتی اور قدیم تصورات یا جزیرہ عرب کے مقامات اور آس پاس کے علاقوں کے ناموں تک محدود تھیں۔ یہ معلومات جن تین بنیادی مآخذ میں محفوظ ہیں' وہ یہ ہیں: قرآن مجید' احادیث نبوی ﷺ اور قدیم عربی شاعری۔ قرآن مجید میں جغرافیہ وکائنات کے متعلق جو تصورات ملتے ہیں ان کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ (م ۴۰ھ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (م ۶۹ھ)' حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے منسوب ایسی روایات بھی موجود ہیں جن کا تعلق کائنات' جغرافیہ اور دیگر متعلقہ مسائل سے ہے' تاہم یہ روایات' جن میں عربوں کے قدیم جغرافیائی تصورات جھلکتے ہیں' آہستہ آہستہ جمع کی گئیں ان سے مقصود یہ تھا کہ جغرافیہ کے بارے میں ان علمی معلومات کا ذخیرہ تیار کیا جائے جو اس زمانے کے عربوں میں مقبول ہو چکا تھا۔ عباسی عہد حکومت کے آغاز اور بغداد کے دار الخلافہ بن جانے کے بعد ہی عربوں کے ہاں زیادہ وسعت سے علم جغرافیہ سے شناسائی پیدا ہوئی[۳]۔

تاریخ وجغرافیہ ان علوم میں سے ہے کہ جن کی طرف علماء اسلام نے ابتداء ہی سے توجہ دی' اور اس میں کئی وقیع کتب تصنیف کیں۔ مثلاً: خوارزمی (م ۲۳۲ھ) کی "**صورة الأرض من المدن والجبال**"، یعقوبی (م ۲۹۲ھ) کی کتاب "البلدان"، ابن حوقل (م ۳۵۰ھ) کی "کتاب صورۃ الارض" اور الاصطخری (م ۳۴۶ھ) کی "المسالک والممالک"[۴]۔ مذکورہ کتب اسلامی فن تاریخ وجغرافیہ میں مرکزی مصادر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ان تمام کتب میں جس بنیادی کتاب (ابن خرداذبہ کی المسالک والممالک) سے استفادہ کیا گیا ہے' اس کے مصنف کے حالات زندگی کا کوئی قابل ذکر مواد مرتب انداز میں سامنے نہیں آیا ہے نہ ہی ان کی کتاب "المسالک والممالک" کا علمی و ناقدانہ جائزہ سامنے آیا ہے۔ اسی پس منظر میں ذیل کے مضمون میں ابن خرداذبہ اور ان کے کتاب "المسالک والممالک" کا درج ذیل مباحث کے تحت علمی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

مبحث اول: شخصی زندگی

مبحث دوم: علمی زندگی

مبحث سوم: آپ کے دور کے سیاسی حالات
مبحث چہارم: کتاب ''المسالک وللممالک'' کا جائزہ۔

مبحث اول: شخصی زندگی

الف۔ نام وکنیت:

آپ کا نام عبید اللہ بن عبد اللہ ' کنیت ابو القاسم اور آپ ابن خرداذبہ کے نام سے مشہور ومعروف ہیں' آپ نے اپنی کتاب المسالک والممالک میں صراحت کے ساتھ اپنے نام کا بھی تذکرہ کیا ہے: ابو القاسم عبید الله بن عبد الله بن خرداذبه[۵]۔ ابن ندیم (م۳۸۴ھ) نے اپنی کتاب الفہرست میں بھی آپ کا یہی نام وکنیت ذکر کیا ہے[۶]۔

ابن خرداذبہ یعنی خرداذبہ کے بیٹے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خرداذبہ کا لفظ آپ کے والد محترم کے لیے استعمال کیا جاتا تھا' ان کا اصل نام عبد اللہ تھا' اور آپ نویں صدی ہجری کے اوائل میں طبرستان جنوبی بحر قزوین کے حاکم (گورنر) تھے[۷]۔ گورنری کا یہ عہدہ دنیوی اعتبار سے یقینا باعث عزت واحترام تھا اس لیے بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ خرداذبہ فارسی ترکیب ہے اور اگر اس کے عربی ترجمہ کیا جائے تو اس معنی خلقہ خرہ افضل[۸]۔ بعض اہل علم نے خُرداذبہ کو خُرَّداذبہ لکھا ہے[۹]، لیکن ان دونوں اسماء کا ایک ہی معنی ہے یعنی خالق کی حمد۔ پہلا نام خُرداذبہ اگر بولا جائے تو اس کا معنی ''خُرداد افضل''[۱۰] ہے اور دوسرا نام خُرَّداذبہ جس کا معنی ''خلقہ خرُّ افضل''[۱۱]۔ یہ دونوں نام خالق کی بڑائی کے لیے بولے جاتے ہیں۔

ب۔ خاندانی پس منظر:

آپ کے خاندان کا تعلق فارس (ایران) سے تھا آپ کے دادا مجوسی تھے' بعد میں برامکہ کے توسل سے اسلام قبول کر لیا[۱۲]۔ اس اعتبار سے یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ آپ کے آباؤاجداد مسلمان تھے، خاندان کے بارے میں مزید معلومات دستیاب مصادر میں نہیں ملی جس سے ان کی خاندان کے افراد کی تعداد یا نام کے بارے میں پتا چل سکے۔

نوی صدی ہجری کے آغاز میں آپ کے والد خلافت عباسی کے طرف سے بحر قزوین کے جنوبی شہر طبرستان کے گورنر تھے۔ انہوں نے آس پاس کے علاقوں کو فتح کر کے اسلامی خلافت کی وسعت میں اضافہ کیا جس کی وجہ سے آپ کو شہرت ملی، جیسا کہ طبری (م۳۱۰ھ) نے اشارہ کیا ہے: ''سال ۲۰۱ھ

میں عبد اللہ بن خرداذبہ والی طبرستان نے دیلم کے شہر لارز اور شند کو فتح کرکے بلاد اسلام میں داخل کرلیا"[۱۳]۔

ج۔ جائے پیدائش، تاریخ ولادت اور وفات:

آپ کی جائے پیدائش کے بارے میں تاریخی مصادر میں ذکر نہیں ہے البتہ یہ ذکر موجود ہے کہ وہ اہل خراسان[۱۴] سے ہیں، اسی بناء پر حاجی خلیفہ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ لفظ خراسانیکا اضافہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ابن خرداذبہ خراسان میں پیدا ہوئے[۱۵]۔

آپ کی تاریخ ولادت کے حوالے سے مؤرخین کی درمیان میں اختلاف ہے، بعض مصادر میں تاریخ ولادت ۲۱۱ھ درج ہے، جب کہ بعض نے ۲۰۵ھ کے لگ بھگ ذکر کیا ہے[۱۶]، ابو سعید (م: ۶۷۵ھ)، نے لکھاہے کہ آپ کی صحیح سن ولادت ۲۰۷ھ/۸۲۲ء) ہے[۱۷]۔

ابن خرداذبہ کی سن پیدائش کی طرح سن وفات میں بھی کئی آراء سامنے آتی ہیں چنانچہ، اندریہ میکیل (م: ۱۰۵۰ء) نے تاریخ وفات ۲۸۰ھ لکھی ہے۔ بعض مؤرخین نے لکھاہے کہ ابن خرداذبہ کی سن وفات کے بارے میں کوئی یقینی معلومات نہیں ہیں، لیکن وہ ۳۰۰ھ/ ۹۱۲ء کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن الندیم (م ۳۸۵ھ)، حاجی خلیفہ (۱۰۶۷ھ)، اور کراتشوفسکی (م۱۹۵۱ء) نے ۳۰۰ھ /۹۱۲ء لکھاہے[۱۸] جب کہ ابو سعید المغربی (م ۶۸۵ھ) نے ۳۰۰ھ/ ۹۱۳ء کو ترجیح دی ہے[۱۹]۔ تاہم ڈاکٹر عبد الرحمٰن حمیدہ نے تاکید کے ساتھ ابن خرداذبہ کی وفات ۲۷۲ھ/ ۸۸۵ء قرار دیا ہے[۲۰]۔

مبحث دوم: علمی زندگی

الف۔ اخذ علم:

ابن خرداذبہ نے اپنی زیادہ تر زندگی اپنے والد اور خاندان کے درمیان گزاری[۲۱]۔ مقامی طور پر ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اختصاصی علوم کے لیے ابن خرداذبہ کو ان کے والد عبد اللہ نے عراق بھیجا جہاں رائج علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی چنانچہ علم موسیقی انہوں نے اسحٰق الموصلی (م: ۲۳۵ھ) سے حاصل کی جو ان کے والد کے گہرے دوست اور اپنے زمانے کے مشہور موسیقار تھے[۲۲]۔ مسعودی نے آلات موسیقی، غنا، توقیع (تال) اور رقص کے موضوع پر ابن خرداذبہ کا ایک بیان نقل کیا ہے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں: "المغني الحاذق يا أمير المؤمنين: مَن تمكّن من أنفاسه، ولطف في

اختلاسه، وتفرع في أجناسه."[۲۳]۔ یعنی اے امیر المؤمنین، ماہر مُغَنّی وہ ہے جس کا سانس مضبوط ہو' اس کی اٹھان لطیف ہو اور فن موسیقی کے مختلف اصناف میں نئی نئی تفریعات نکال سکتا ہو۔

تعلیم سے فراغت کے بعد کم سنی ہی میں آپ حکومت عباسیہ میں تار کے نظام سے منسلک رہے بعد میں الجبل میدیا (موجودہ اذربیجان اور کردستان) میں ڈاک اور خبر رسانی کے محکمے کے ناظم (صاحب البرید والخبر) کے اہم عہدے پر مامور ہوئے[۲۴]۔ خلیفہ وقت کے قریبی رفقاء میں آپ شمار کیا جاتا تھا۔

ابن خرداذبہ کے بارے میں دستیاب معلومات سے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے بلاد اسلامی کے علاوہ کہیں اسفار نہیں کیے بلکہ غیر اسلامی بلاد کے بارے میں حالات سرکاری دستاویزات اور زبانی معلومات جو کہ انہوں نے اپنی ملازمت کی بدولت حاصل کی تھی تحریر کیں ہیں[۲۵]

ب۔ شیوخ واساتذہ: ابن خرداذبہ نے جن شخصیات سے اکتساب علم کیا' ان میں درج ذیل علم شخصیات شامل ہیں:

ا۔ اسحاق الموصلی: آپ کا پورا نام اسحاق بن ابراہیم بن ماہان بن بہمن بن نسک اور کنیت ابو محمد ہے۔ ان کا تعلق فارس سے تھا' ابن الندیم الموصلی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۱۵۰ھ میں الری میں پیدا ہوئے، بعد ازاں بنو امیہ کے مظالم سے فرار اختیار کر کے کوفہ آئے۔ شعر واخبار کے راوی تھے[۲۶]۔ آپ کے کچھ اشعار کو محمد العزیزی نے جمع کر کے (دیوان اسحاق الموصلی) کے نام سے شائع کیا ہے۔ آپ کی وفات ۲۳۵ھ/۸۵۰ء میں ہوئی[۲۷]۔

۲۔ علی بن الجہم' آپ کا پورا نام علی بن الجہم بن بدر بن مسعود الحارث بن سامہ' کنیت ابو الحسن اور خراسان سے تعلق تھا' خلیفہ المتوکل کے خواص میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ ۱۸۸ھ میں پیدا ہوئے[۲۸]۔ ایک دفعہ خلیفہ متوکل کی ہجو کی جس پر ان کو نیسابور میں پھانسی دی گئی[۲۹]۔ ایک اور روایت میں ایک لڑائی میں قتل کیے گئے[۳۰] یہ ۲۴۹ھ کا واقعہ ہے[۳۱]۔

ج۔ ابن خرداذبہ سے روایت کرنے والے شاگرد:

خرداذبہ کے اہم شاگردوں میں درج ذیل افراد شامل ہیں:

ا۔ جعفر بن قدامہ بن زیاد کنیت ابو القاسم اور اہل بغداد میں سے ہے[۳۲]۔ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) نے ان کی مدح میں بیان کیا ہے: "کتاب کے مشائخ اور علماء میں سے ایک ہیں ادب میں

ماہر اور معلومات و معرفت والے تھے[۳۳]۔ وفات ۳۱۹ھ میں ہوئی[۳۴]۔ ابن ندیم نے ان کے بارے میں لکھا ہے: "آپ سوچ نہیں سکتے کہ کوئی چیز ایسی نہ تھی جس سے اسے دسترس حاصل نہ ہو[۳۵]۔ جعفر نے ابن خرداذبہ سے درج ذیل ایک دلچسپ روایت نقل کی ہے:

"ابن خرداذبة قال حدثني علي بن الجهم: قال: كنت يوما عند المتوكل وهو يشرب ونحن بين يديه، فدفع إلى محبوبة تفاحة مغلفة فقبلتها"[۳۶]۔ یعنی مجھ سے ابن خرداذبہ نے علی بن الجہم کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ ہم خلیفہ المتوکل کے ساتھ بیٹھے تھے اور وہ شراب پی رہا تھا کہ اس دوران اپنی ایک چہیتی باندی کو خلیفہ نے سیب دیا تو باندی نے اس سیب کو چومتے ہوئے لیا۔

۲۔ حسین بن القاسم الکوکبی بن جعفر:

آپ ادیب مؤرخ اور اخبار میں ثقہ تھے[۳۷]۔ ابن حجر (م: ۸۳۲ھ) نے آپ کے متعلق لکھا ہے:

"أخباري مشهور، رأيت في أخباره مناكير كثيرة بأسانيد جياد"[۳۸] یعنی آپ مشہور مؤرخ ہیں' میں نے دیکھا کہ آپ کی روایات میں اگرچہ غیر معروف روایات بہت ہیں لیکن ان کا بیان اچھی سند کے ساتھ ہے' سن ۳۲۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا[۳۹]۔ ابن النجار بغدادی نے لکھا ہے آپ نے ابن خرداذبہ سے تاریخ اور ادب میں روایات نقل کی ہیں[۴۰]۔

۳۔ محمد بن عبدالملک التاریخ:

آپ کی کنیت ابوبکر ہے' آپ کا تعلق بغداد سے تھا۔ اپنے دور کے علماء نحو میں شمار کیے جاتے تھے, تراجم اور سیر کی کتابوں میں سال وفات کا تذکرہ نہیں ملا ہے' آپ نے خرداذبہ سے تاریخ کے حوالے سے روایات نقل کیں ہیں[۴۱]۔

۴۔ محمد احمد الحکیمی:

پورا نام محمد بن ابراہیم بن قریش الحکیمی اور کنیت ابو عبداللہ ہے[۴۲]۔ ۲۵۲ھ میں پیدا ہوئے[۴۳]۔ جب کہ ۳۳۴ھ میں وفات پائی[۴۴]۔

آپ مؤرخ تھے۔ آپ کی کئی ایک تصنیفات ہیں جن میں سر فہرست حلیتہ الاولیاء ہے۔ الحکیمی نے ابن خرداذبہ سے صرف تاریخ روایت کسری پرویز کے قتل کے بارے میں نقل کی ہے[۴۵]۔

مبحث سوم: آپ کے دور کے سیاسی حالات:

ابن خرداذبہ کی شخصیت کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کی تربیت اور نشوء پر اس وقت کے ماحول اور سیاسی پس منظر کا گہرا اثر تھا, تیسری صدی ہجری کا دور جس میں وہ رہے یہ عباسی حکومت کا مشکل دور تھا, عباسی خلفاء یکے بعد دیگرے منصب خلافت پر متمکن ہوئے, جن میں سے پہلے المامون (۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ) اور آخری خلفیہ المعتمد (۲۵۶ھ تا ۲۷۹ھ) تھے۔ ترکوں کا عروج خلافت پر اثرا انداز ہونا شروع ہو گیا تھا[۴۶], اس کے ساتھ ساتھ خراسانی تحریک کا بھی آغاز ہوا, عباسیوں نے خراسانیوں کو حکومت میں شامل کرکے ان کی قوت میں اضافہ کیا۔ بنو عباس میں اصول جانشینی کا فقدان بھی تھا پھر اقتصادی بحران بھی بنو عباس کے پستی کا سبب بنا[۴۷]۔

باوجود سیاسی کمزوری اور کشمکش کے اس وقت ثقافتی و تمدنی ترقی عروج پر تھی, اور بغداد علوم وآداب کا مرکز علماء وادباء سے مزین اور علماء کا قبلہ تصور کیا جاتا تھا[۴۸]' ان کی شہرت علاقائی سطح سے بڑھ کر بین الاقوامی سطح پر تھی اور اس علمی ترقی کا اثر آپ علم المسالک والممالک پر بھی ہوا جو دور خلافت عباسی میں عروج پر پہنچا, ابن خرداذبہ نے اپنی کتاب المسالک والممالک کی تصنیف بھی اسی دور میں کی[۴۹]۔

ثقافت وتمدن کی ترقی کے اس دور میں عالم اسلام کے مختلف اطراف میں نقل وحرکت کے آسان ذرائع دستیاب ہو چکے تھے یعنی اس دور میں عباسی خلافت کی تقسیم مستقل ممالک میں نہیں تھی' تمام علاقے اسلامی مملکت یا دار الاسلام میں شامل تھے اس لیے مسلمان آسانی سے ایک شہر یا علاقہ سے دوسرے شہر یا علاقے کی طرف آتے جاتے تھے[۵۰]۔ اس وجہ سے مسلمانوں نے دنیا کی نئی جہتوں اور مختلف علوم وفنون کو سیکھنے کے لیے سفر کیے۔ المسالک والممالک میں ابن خرداذبہ نے ان علاقوں اور شہروں کا گہرے انداز سے تذکرہ کیا ہے۔ اس دور میں دوسری زبانوں سے عربی میں ترجمے نے بھی بہت ترقی کی۔ مسلمانوں نے بڑے پیمانے پر بہت سی ثقافتوں اور علوم وآداب کو فارسی, ہندی, سریانی اور یونانی سے عربی میں ترجمہ کیے گئے' مثلاً: طب, ریاضیات, فلکیات, تاریخ, اور جغرافیا وغیرہ کے ترجمے کیے گئے'[۵۱], ان تراجم کی بدولت عربوں نے بہت سے علوم جو وہ نہیں جانتے تھے یا ایسی معلومات حاصل کی جن کو انہوں نے پہلے نہیں پایا تھا۔ علم وادب کی ترقی کے اس دور کی طرف جاحظ (م ۲۵۵ھ) نے اشارہ کرتے ہوئے

لکھا ہے: "" (اب عالم اپنے علم کے اظہار میں کوئی انتظار نہیں کرتے اور نہ حق پرست حق کی مدد میں کوئی کسر چھوڑتے ہیں, اس دور میں علماء کا طوفان اٹھا اور علم و بیان کا بازار گرم ہوا)[۵۲]۔

مبحث چہارم: المسالک والممالک کا علمی جائزہ

الف۔ تصنیف کا پس منظر اور طباعت:

یہ کتاب ابن خرداذبہ نے عباسی خلیفہ معتمد عباسی (۲۵۶تا۲۷۹ھ) کی درخواست پر لکھی اور جس کا مواد انہوں نے سرکاری دفاتر (Archives) سے جمع کیا ابن خرداذبہ کو یہ رسالہ جغرفیہ لکھنے پر کس چیز نے آمادہ کیا اس کے متعلق اس کا اپنا بیان ہے کہ یہ خلیفہ کی خواہش کی تعمیل تھی' جو تاریخ جغرافیہ کے بارے میں ایک اہم ماخذ ہے اور بعد میں جغرافیہ نویسوں مثلاً ابن الفقیہ' ابن حوقل المقدسی اور الجیہانی اپنی اپنی تصانیف میں اس سے بھرپور استفادہ کرتے رہے ہیں[۵۳]۔

طباعت: اس کتاب کو پہلی بار بیہ دینار نے مع ترجمہ شائع کیا (۱۸۶۵ء) اور دوبارہ ڈخویہ نے سلسلہ لائڈن (۱۸۹۰ھ میں مع فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ) جس میں دوسرے نسخوں سے بھی استفاد کرکے فرانسیسی ترجمہ کے شائع کیا[۵۴]۔ جیسا ڈخویہ نے ثابت کیا ہے اس کا کوئی مکمل نسخہ موجود نہیں ہے۔ وہ اپنی تحقیقات سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابن خرداذبہ نے یہ کتاب ۲۳۲ھ میں لکھی تھی اور پھر رفتہ رفتہ اس میں اضافے کرتا رہا اور یوں یہ دوسری دفعہ شائع ہوئی' اگرچہ اس کی مکمل اشاعت ۲۷۲ھ سے پہلے نہ ہوئی[۵۵]۔ اس کتاب کو پہلی بار دار احیاء التراث العربی نے الدکتور محمد مخزوم کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔ اس کتاب کی مع فہارس کے کل ۲۰۳ صفحات ہیں۔

ب۔ انداز بیان و خصوصیات:

ابن خرداذبہ کی اس تصنیف کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور اس کے مطابق اپنے مواد کی ترتیب و تشریح چہار سمت, یعنی مشرق, مغرب, شمال اور جنوب, کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔

ابن خرداذبہ کے اس طریق بیان کی اصل لازماً کوئی ایرانی جغرافیائی روایت ہوگی اور عرب جغرافیہ نگاروں کے سامنے ضرور کوئی ایسا نمونہ ہوگا جس کی انہوں نے تقلید کی۔ ابن خرداذبہ کو بابائے جغرافیہ کہا جاسکتا ہے, کیونکہ انہوں نے عربی زبان میں جغرافیہ نگاری کے اسلوب اور نمونے کی طرح ڈالی؛ لیکن جیسا کہ کریمرز (Karmers) کہتے ہیں کہ اس نمونے یا اسلوب کی کوئی سابقہ تصنیف ضرور

اس کے پیش نظر رہی ہوگی۔ اس بات کا بڑا امکان ہے کہ اس کے سامنے کوئی قدیم پہلو تصنیف یا اس کا عربی ترجمہ ہوگا۔ وہ اپنی کتاب میں نہ صرف مملکت اسلام کے جغرافیائی حالات کو لیتا ہے بلکہ اس کی حدود، ریاستوں اور ہمسایہ اقوام کے حالات بھی درج کرتا ہے۔ انہوں نے دنیا کے آباد حصوں کے حدود اور براعظموں کا جو تصور پیش کیا ہے 'اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ جغرافیہ بطلیموس [۵۶] سے واقف تھا' یہی وجہ ہے انہوں نے اروفا' لوبیا' تیوفیا اور اسقوتیا وغیرہ کے یونانی الفاظ استعمال کیے ہیں [۵۷]۔

ابن خرداذبہ کتاب کے شروع میں صفۃ الارض یعنی زمین کی صفت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زمین گول ہے ایک گیند کی مانند اور آسمان کے درمیان ہوا میں گھری ہوئی ہے [۵۸]۔ موجودہ دور میں سائنس کی اس قدر ترقی کے بعد معلوم ہوا کہ زمین گول اور اس کے ارد گرد ہوا ہے یعنی خلاء کا تصور دیا۔ یہ وہ نظریہ ہے جو ابن خرداذبہ نے تیسری صدی ہجری میں پیش کیا تھا۔ اور اسی طرح وہ زمین کو بنیادی طور پر خط استواء کے ذریعے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ یہ خط زمین کے مشرق سے شروع ہو کر مغرب کی انتہاء تک جاتی ہے اور اس طرح یہ خط دنیا کا سب سے بڑا خط بن جاتا ہے۔ ابن خرداذبہ نے اس خط کا یعنی خط استواء کی پیمائش کا انداز بھی لگایا ہے۔

ابن خرداذبہ مختلف شہروں کے سمت قبلہ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ ارمینیہ، آذر بائیجان، بغداد، مدائن، بصرہ، کوفہ، طبرستان، کشمیر وغیرہ کا قبلہ خانہ کعبہ کا وہ حصہ ہے جس طرف خانہ کعبہ کا دراوزہ ہے۔ اسی طرح باقی اطراف کے شہروں کا قبلہ بھی متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "قبلہ کی جہت کا تعین خانہ کعبہ کی کسوٹی پر اس لیے پرکھا گیا کہ خانہ کعبہ پوری دنیا کے بالکل وسط اور درمیان میں ہے اسی لیے جہت متعین کرنے کا معیار بنایا گیا [۵۹]۔

ملوك الارض، فی اول الزمان ومملكتهم کے عنوان کے تحت بادشاہوں کے زمانے اور ان کی سلطنتوں کے بیان میں سب سے پہلے فریدون بادشاہ کا ذکر لکھتے ہیں کہ فریدون نے اپنی سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کردیا تھا۔ چنانچہ روم کے بادشاہ بھی اس کی اولاد میں سے تھے اور ترکی، چین وغیرہ کے شاہ بھی اس کی نسل سے تھے اور ایران وعراق کے بادشاہ بھی۔ [۶۰]

ابن خرداذبہ نے عراق کو ایران شہر کے مساوی قرار دیا ہے۔ السواد کا ضلع، جسے قدیم زمانوں میں دل ایران شہر کہا جاتا تھا، اس کا نظام جغرافیہ مرکزی حیثیت حامل کا تھا چنانچہ وہ اسی کے حالات سے اپنے بیان کا آغاز کرتا ہے۔

ابن خرداذبہ بادشاہوں کے القاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عام لوگ عراق کے بادشاہوں کو کسریٰ کے نام سے جانتے تھے جب کہ ان کا صحیح لقب " شہنشاہ" ہوا کرتا تھا۔ اس طرح روم کے بادشاہ قیصر کے نام سے مشہور تھے لیکن اس کا لقب " باسیل" تھا۔ اس طرح اطراف عالم کے شاہوں کے القاب تھے جن کا ابن خرداذبہ نے ذکر کرنے پر لکھا کہ یہ سب فریدون کی اولاد میں سے تھے۔

بادشاہوں کی ملکیت اور القاب کے تذکرے کے بعد زمین کے ایک چوتھائی حصہ جو مشرق ربع ارض کے تحت لکھتے ہیں "وھو ربع المملکة"۔ اور پھر اس کے مشرق میں جتنے ملک و شہر آتے ہیں ان کے باہمی فاصلہ اور ان کی طرف جانے والے راستوں کے بارے میں لکھتے ہیں: " من بغداد الی نهروان اربعة فراسخ" یعنی مشہور شہر بغداد سے شہر نہروان کا فاصلہ چار فرسخ ہے وہاں سے شہر دیر باز بھی چار فرسخ ہے اور پھر دیر بازما سے دسکرۃ شہر تک فاصلہ آٹھ فرسخ ہے وغیرہ[۶۱]۔

اسی طرح مغرب کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بھی زمین کا ایک چوتھائی ہے۔ اور خرداذبہ دیگر شہروں کے راستے اور فاصلے بیان کرنے کی طرح "حمص" سے دمشق کا راستہ بتاتا ہے کہ من حمص الی جوسیہ یعنی حمص سے جوسیہ تک فاصلہ سولہ میل ہے وہاں سے قارا تیس اور وہاں سے قسطنطنیہ اور قطفیہ سے دمشق تک کا فاصلہ بھی لکھا ہے۔ اور خرداذبہ نے دمشق شہر کے قدیم ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ یہ نوح علیہ السلام کے وقت سے پہلے کا شہر ہے[۶۲]۔

اعراض البربر کے تحت خرداذبہ نے بربر قوم کے متعلق بھی لکھا ہے اور بتاتا ہے ان کی اصل دھرتی ارض فلسطین ہے: " وکان دار البربر فلسطن"[۶۳] اور ان کا بادشاہ جالوت تھا جس کو داؤد علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔ اور جب بربر قوم کا بادشاہ مارا گیا تو مغرب کی طرف چلے گئے۔

روم اور اس کے عجائبات کے متعلق عبد اللہ بن عمرو بن العاص کا قول نقل کیا ہے: "عجائب الدنىا اربعه"[۶۴] یعنی دنیا میں چار عجائب ہیں جن میں سے ایک تیونس میں واقع اسکندریہ کا مینار ہے او راس میں لگا ہوا شیشہ جس کے نیچے اگر آدمی بیٹھ کر دیکھے تو قسطنطینہ نظر آتا ہے جب کہ تیونس اور قسطنطنیہ کے درمیان ایک سمندر حائل ہے۔ اور دوسری عجیب چیز " وفرس من نعاس کان بارض اندلس" اندلس میں تانبے سے بنا ہوا ایک گھوڑا ہے جو اپنی اگلی ٹانگوں کو اس طرح پھیلائے ہوئے ہے جیسے کہہ رہا ہو کہ میرے پیچھے چلنے والا کوئی نہیں اور نہ ہی اس سرزمین کو روندنے والا کوئی ہے۔ اور تیسرا وہ منار جو تانبے سے بنا ہوا ہے اور اس کے اوپر تانبے کا رکب ہے جب حرمت والے مہینے آتے ہیں تو

اس مینار سے پانی نکلتا ہے جس سے لوگ اپنے حوض بھرتے ہیں اور فصلوں کو پانی دیتے ہیں۔ لیکن جب یہ حرمت والے مہینے ختم ہوتے ہیں تو یہ پانی خشک ہو جاتا ہے۔

اور چوتھا تانبے کا وہ درخت ہے جس کے اوپر کوئل پرندہ بنا ہوا ہے، جب زیتون کا پھل پک جاتا تو اس پرندے کا رنگ زرد ہو جاتا اور کوئل پرندے زیتون تین تین دانے یعنی دو پاؤں میں اور ایک منہ میں اٹھا کر اس تانبے کے پرندے کے اندر ڈالتے۔ روم کے لوگ ان جمع شدہ دانوں کو نکال کر ان سے تیل نکالتے اور باقی ضروریات کے لیے استعمال کرتے۔

ابن خرداذبہ نے جربی شمال کا ذکر کیا ہے کہ اس میں ارمینہ اذربائیجان وغیرہ ہیں جن کو فارسیوں کے زمانے میں آذربادکان کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اسی خطے میں طبرستان، جیلان وخراسان کے علاقے شامل ہیں۔ اور ان کے آپس کے فاصلے اور ان کی طرف جانے والے راستوں کا تذکرہ کیا ہے[۶۵]۔

کتاب کا دلچسپ ترین حصہ:

عجائبات دنیا کا ذکر کرتے ہوئے وہ یاجوج وماجوج کے بارے میں سلام ترجمان (م)[۶۶] سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ سلام ترجمان سے میں نے سنا کہ وہ یاجوج وماجوج کی دیوار کے متعلق بیان کر رہے تھے کہ خلیفہ واثق باللہ عباسی (۲۲۷ تا ۲۳۲ھ) نے خواب میں دیکھا تھا کہ سد یاجوج ماجوج کا کچھ حصہ کھل گیا ہے۔ اس کی تحقیق کے لیے آدمی بھیجنا چاہا۔ اشناس جو کہ خلیفہ کا معتمد تھا' اس نے رائے دی کہ اس کام کے لیے سلام ترجمان سے موزوں کوئی آدمی نہیں کیونکہ وہ تیس زبانیں جانتا ہے۔ خلیفہ نے اس کو پچاس مستعد اور مضبوط جوانوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ اور ساتھ پورے سال کے لیے فی کس اخراجات بھی دیے۔ یہ مہم ۱۶ ماہ میں سرمن سے چل کر تغلیس (آمینیا)' سریر' لان' فیلان شاہ' طرخان' (خزر) کے گورنروں کے احکامات اور ہدایات کی سہولتوں میں سد پہنچی دوران سفر ۲۲ ساتھی ہلاک ہوئے۔ پانچ رہنماؤں نے جو طرخان والی خزر نے ساتھ کر دیے تھے ان کو ۲۶ روز بعد ارض سودا منتنہ ''یعنی سیاہ بدبو دار سرزمین' پہنچایا۔ دس دن تک اس علاقے میں یہ لوگ چلتے رہے بدبو سے بچنے کے لیے وہ سرکہ سونگھتے تھے۔ اس کے بعد ۲۰ دن کی مسافت میں '' مدن خراب ''یعنی ویران شہر کا علاقہ طے کیا۔ ان شہروں کو یاجوج وماجوج نے برباد کیا تھا۔ اس کے بعد قلعے شروع ہوئے۔ یہ ایک ایک دو دو فرسخ کے فاصلے سے بنے ہوئے تھے۔ یہاں اس وقت جو لوگ آباد تھے وہ مسلمان تھے اور ان کی زبان عربی اور فارسی تھی اور قرآن پڑھتے تھے۔ یہاں مکتب اور مسجدیں بھی تھیں۔ ان لوگوں کو جب مہم کے آدمیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو چونکہ اسلامی ملکوں کے حالات سے بالکل ناواقف تھے' اس لیے امیر المؤمنین کا نام

سن کر تعجب کرنے لگے۔ انہوں نے سوال کیا کہ وہ بوڑھے ہیں یا جوان؟ جب جواب میں جوان کہا گیا تو اس کو بھی تعجب سے سنا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے دار الخلافہ (عراق) سے بھی ناوقف تھے۔ قلعوں کے بعد ایک شہر ''ایکہ'' آیا یہاں سے سد تین دن میں پہنچے۔ درمیان میں قلعے اور دیہات تھے۔ سد کے پاس ایک بلند گول پہاڑ پر ایک قلعہ تھا جو سد ذوالقرنین نے بنائی ہے, وہ ایک راستہ دو پہاڑوں کے درمیان تھا۔ یہ دو سو ہاتھ چوڑا تھا۔ اس راستہ سے یاجوج ماجوج قتل و غارت کے لیے آیا کرتے تھے۔ ذوالقرنین نے اس راستہ کو بند کرنے کے لیے جو دیوار اٹھائی اس کی بنیاد ۳۰ ہاتھ گہری کھدائی پھر اس کو لوہے اور تانبے سے بنوا کر زمین کے برابر تک لایا۔ راستے کے دونوں پہلوؤں پر پہاڑ سے ملے ہوئے دو بازو بنوائے۔ ہر بازو ۲۵ ہاتھ چوڑا اور ۵۰ ہاتھ اونچا تھا۔ یہ سب لوہے کی اینٹوں کا تھا, جس پر تانبا پگھلا کر ڈال دیا گیا۔ ہر اینٹ ۴ انگل موٹی اور ڈیڑھ ہاتھ لمبی اور چوڑی تھی۔ لوہے اور تانبے کی یہ ساری عمارت پہاڑ کی چوٹی تک جاتی ہے۔ اس کے اوپر لوہے کی ۳۷ برجیاں ہیں۔ ہر برجی ۵ ہاتھ لمبی اور ۴ ہاتھ چوڑی ہے۔ پھاٹک لوہے کا ہے اس کے دو پٹ ہیں ہر پٹ ۵ ہاتھ چوڑا اور ۷۵ ہاتھ لمبا اور ۵ ہاتھ موٹا ہے دروازے اور پہاڑ میں اتنی درز بھی نہیں کہ ہوا آسکے۔ دروازہ پر قفل ہے۔ یہ ۷ ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ موٹا گول ہے اس کو دو آدمی اپنے گھیرے میں نہیں لے سکتے۔ یہ زمین سے ۲ ہاتھ اونچا ہے۔ اس کی کنجی ڈیڑھ ہاتھ لمبی ہے اور اس میں ۱۲ دندانے ہیں۔ اس کی گولائی ۴ بالشت ہے۔ دروازے کے ساتھ دو قلعے ہیں۔ ان کے پھاٹکوں پر دو درخت ہیں۔ دونوں قلعوں کے درمیان آب شیرین کا چشمہ ہے۔ سد یاجوج ماجوج کی تعمیر کے وقت لوہے کی دیگدان (چولہے) اور ہانڈیاں، جن میں تانبا پگلایا گیا تھا' وہ سب یہاں موجود ہیں۔ یہ تمام بیان جس میں ایک ایک چیز کی پیمائش کی گئی ہے ابن خرداذبہ نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے[۶۷]۔

واضح رہے کہ ابن خرداذبہ نے اس مہم کی واپسی کو سمرقند کے سامنے سے ذکر کیا ہے اسی بنا پر یہ رائے قائم ہو گئی ہے کہ سد ذوالقرنین دنیا کے شمال مغربی حصہ میں ہے[۶۸]۔ الادریسی کی کتاب المسالک والممالک میں ابن خرداذبہ کی اس تاریخی روایت کی تائید ہوئی ہے۔

کتاب ''المسالک والممالک'' سے متعلق علماء کا نقد:

آپ کی علمی خدمات میں کوئی شک نہیں' ان کی جغرافیہ میں تصنیف ''المسالک والممالک'' سے جن مؤرخین نے استفادہ حاصل کیا ہے ان میں چند ایک یہ ہیں: المسعودی (م ۳۴۶ھ) 'المقدسی (۳۳۶ھ) اور ابن حوقل (م ۳۶۷ھ) نے اپنی اپنی تصنیفات میں کتاب المسالک والممالک پر اعتماد کیا ہے۔ اسی طرح ابن خلدون (م ۸۵ ۳ھ) اور الادریسی (م ۵۶۰ھ) نے بھی اپنی تصنیفات میں اسے اہم مصدر

کی حیثیت دی ہے۔ تاہم ابن خرداذبہ کی وصف بیان کرتے ہوئے ان کی تالیف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ قابل اعتماد ہیں' اور اسے جغرافیہ معلومات کا ایک اہم ذخیرہ قرار دیا گیا ہے تو وہاں بعض علماء نے ان پر تنقید بھی کی ہے' مثلاً مقدسی ان سے معلوم لینے کے معترف ہیں اور ان سے احداث وواقعات کا مجموعہ نقل کرتے ہیں مگر وہ ساتھ یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ ان کی معلومات مختصر اور معتبر ہونے کے باوجود زیادہ فائدہ کی حامل نہیں ہے لیکن پھر بھی ان کے علم ومعرفت کے معترف ہیں[۶۹]۔

ابن خرداذبہ کی صلاحیت کا اندازہ ان کے دنیا منصب سے بھی کیا جاتا ہے چنانچہ اس بارے میں المقدسی البشاری (م ۳۷۵ھ) نے لکھا ہے کہ امیر المؤمنین کے خزانوں کو بہترین انداز میں سنبھالنے کے ماہر تھے[۷۰]۔

ابو الفرج الاصفہانی (م ۳۵۶ھ) نے آپ پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو روایت ابن خرداذبہ نقل کرتے ہیں ان میں بہت کم صحیح ہیں مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ ابن خرداذبہ نے ذکر کیا ہے کہ معبد جو بنوامیہ کے دور کے اولین مغنی (گلوگار) تھے انہوں نے عباسی دور بھی پایا اور آخری وقت میں فالج کے سبب ان کی آواز میں ارتعاش تھا اور جب وہ گاتا تھا تو لوگ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ جب کہ معبد کا الولید بن یزید کے دور میں دمشق میں انتقال ہوا۔ اور یہ کہ ان کے آواز میں فالج کی وجہ سے ارتعاش پیدا ہوا تھا' اور اس نے بنی عباس کا دور بھی دیکھا یہ سوائے ابن خرداذبہ کے کسی نے بھی روایت نہیں کیا جو صحیح نہیں"[۷۱]۔ اسی طرح ابو الفداء (م ۷۳۲ھ) آپ کی کتاب پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ناموں کو پورے اور صحیح انداز میں ذکر نہیں کرتے اس لیے ان کے بیشتر ذکر کردہ نام اور جگہیں معلوم نہیں ہیں جس کی وجہ سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہوتا[۷۲]۔

ابن شداد (م ۶۸۴ھ) نے تعلیق کرتے ہوئے لکھا ہے ان کے ذکر کی ہوئی معلومات میں نامکمل ور خلط ملط زیادہ ہیں جب کہ ٹھوس معلومات بہت کم ہیں[۷۳]۔

یہاں صرف اختصار کی غرض سے چند باتیں لی گئیں ہیں' بتانا مقصود ہے کہ ابن خرداذبہ بلاشبہ مسلمانوں جغرافیہ دانوں میں چوٹی کا مقام رکھتے ہیں اور ان کی کتاب میں مختلف علاقوں کے جغرافیہ اور پیمائش کا علم موجودہ دور کے جغرافیہ دانوں کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے, تیسری صدی ہجری میں بیان کی ہوئی پیمائش اور آج کے ترقی یافتہ دور کی پیمائش میں انتہائی معمولی فرق ہے' جیسا کہ ابن خرداذبہ نے ہجرت مدینہ کے عنوان کے تحت مکہ' مدینہ' شام' بیت المقدس اور ہندوستان کے جس فاصلے کا ذکر کیا ہے آج بھی وہی ہے۔

نتائج بحث:

۱۔ ابن خرداذبہ کو انتظامی جغرافیہ کا بانی سمجھنا بے جا نہ ہوگا کیونکہ اس دور میں وہ ڈاک اور پرچہ نویسی کے محکموں کے ناظم تھے, المسالک والممالک کے عنوان سے سب سے پہلی کتاب ابن خرداذبہ نے تحریر جو بعد میں کتاب علم جغرافیہ پر کام کرنے والے کے لیے ایک نمونہ اور اساس قرار پائی۔

۲۔ انہوں نے عباسی سلطنت کا جغرافیہ اور سڑکوں کا نظام بیان کرنے کے علاوہ طبائع انسانی اور اقتصادی جغرافیہ سے بھی بحث کی ہے۔ ابن خرداذبہ کی کتاب سے یہ نتیجہ اخذ کیا سکتا ہے کہ ان کی تقسیم ارض سیاسی اور انتظامی اسباب پر مبنی ہے۔

۳۔ ابن خرداذبہ نے جغرافیہ کا اسلامی تصور دیا اور جغرافیائی مواد کی ترتیب میں مکے اور مدینہ کو سب سے مقدم رکھا ہے۔

۴۔ اس میں مملکت اسلام کے حغرافیائی حالات ' ریاستی حدود اور ہمسایہ اقوام کے حالات بھی درج کیے ہیں۔ انہوں نے یہ معلومات وہاں کے باشندوں سے براہ راست حاصل کی تھیں اس لیے ابن خرداذبہ پر زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے مختصر یہ کہ ابن خرداذبہ کی کتاب المسالک والممالک کو علم جغرافیہ میں ایک بنیادی مصدر کی حیثیت حاصل ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[۱]۔ المقدسی البشاری' ابو عبداللہ محمد بن احمد' احسن القاسیم معرفۃالاقالیم' دار صادر' بیروت' ۱۹۹۱ء' ص

[۲]۔ حوالہ مذکور۔

[۳]۔ ابن الفقیہ' ابو عبداللہ احمد بن محمد بن اسحاق' البلدان' تحقیق: یوسف الہادی' عالم الکتب' بیروت' ط/۱' ۱۹۹۶ء' ص ۲۵۔

[۴]۔ کراتشکی فسکی' تاریخ الادب الجغرافی العربی' ترجمہ: صلاح الدین ہاشم' جامعتہ الدول العربیہ' ۱۹۶۱ء القسم الاول ص ۱۰۱۔

[۵]۔ ابن خرداذبہ, ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ, المسالک والممالک وضع مقدمتہ وہوامشہ وفہارسہ, محمد مخروم, دار احیاء التراث العربی, د/ت, ص ۱۵۔

---

[۶]۔ ابن ندیم، محمد بن اسحاق، وراق، الفہرست، اردو ترجمہ، محمد اسحاق بھٹی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ لاہرو، ص ۳۴۴۔

[۷]۔ طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، اردو ترجمہ، نفیس اکیڈیمی لاہور، پاکستان، اپریل ۲۰۰۴ء۔ ج ۶، ص ۲۸۳۔

[۸]۔ ابن خرداذبہ، ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ، المسالک والممالک وضع مقدمتہ وہوامشہ وفہارسہ، محمد مخزوم، دار احیاء التراث العربی، د/ت، ص ۱۵۔

[۹]۔ کارل بروکلمان، تاریخ الادب العربی، عربی ترجمہ الدکتور رمضان عبد التواب، دار الکتتاب الاسلامی، قم ایران، سطن، ج ۴، ص ۲۳۴۔

[۱۰]۔ کا رتشوفسکی، اغناطیوس نوفو فتش، تاریخ الادب الجغرافی العربی، نقلہ الی العربیۃ :صلاح الدین عثمان ہاشم ، ط ۲ ، دار الغرب الاسلامی ، تونس : ۲۰۰۸ م ، .ص ۱۶۷

[۱۱]۔ حوالہ مذکور۔

[۱۲]۔ ابن الندیم، الفہرستت، ص ۲۳۹؛ حمید، عبد الرحمٰن، اعلام الجغرافین العرب، ص ۱۰۶۔

[۱۳]۔ حوالہ مذکور۔

[۱۴]۔ خراسان، پہلے زمانے میں ایک وسیع ریاست کو کہا جاتا ہے جس کے حدود عراق سے لے کر ہندوستان، طخارستان، غزنہ، سجتان اور کرمان پر مشتمل تھا، (یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج ۲، ص ۳۵۰)۔

[۱۵]۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج ۲، ص ۲۸۷؛ عمر رضا کحالۃ، معجم المؤلفین، المکتبہ العربیہ بدمشق، ۱۹۵۸ء ج ۲، ص ۲۴۹۔

[۱۶]۔ ابن سعید المغربی، ابوالحسن، علی بن موسی بن سیعد، کتاب جعفرافیا، تحقیق: اسماعیل العربی، ط ۱، منشورات المکتب التجاری، بیروت، ۱۹۷۰ء، ص ۳۴۔

[۱۷]۔ حوالہ مذکور۔

[۱۸]۔ ابن ندیم، الفہرست، ص ۲۳۹؛ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج ۲، ص ۲۸۷؛ کراتشوفسکی، تاریخ الادب الجغرافی العربی، ص ۱۶۹۔

[۱۹]۔ ابن سعید المغربی، کتاب الجغرافیا، ص ۳۴۔

[۲۰]۔ حمیدہ، عبد الرحمٰن، اعلام الجغرافیین العرب، ص۔ ۱۰۶۔

[۲۱]۔ ابو سعید، المغربی، کتاب الجغرافیا، ص ۳۴۔

[۲۲]۔ کراتشکوفسکی، تاریخ الادب الجغرافی، ص ۱۶۸۔

۲۳۔ المسعودی: محمد بن حسین، مروج الذہب و معادن الجواہر، ج ۲، ص ۲۳۴۔

۲۴۔ کراتشکوفسکی، تاریخ الأدب الجغرافی العرب، ص ۱۶۷؛ بروکلمان، تاریخ الادب العربی، ج ۴، ۲۳۴۔

۲۵۔ میکلیل، اندریۃ، جغرافیۃ دار الاسلام البشریۃ حتی منتصف القرن الحادی عشر، ترجمۃ، ابراہیم خوری، منشورات وزرات الثقافۃ، سوریا، ۱۹۸۵ء، ج ۲، ص ۱۳۵۔

۲۶۔ ابن الندیم' الفہرست' ص ۲۲؛ الخطیب البغدادی، تاریخ مدینۃ السلام' ج ۵/ ص ۳۵۔

۲۷۔ ابن الندیم' الفہرست ص ۲۔

۲۸۔ المرزبانی' معجم الشعراء' ص ۱۴۰؛ بروکلمان' تاریخ الادب العربی' ج ۲، ص ۴۳۔

۲۹۔ حوالہ مذکور۔

۳۰۔ بروکلمان، تاریخ الادب العربی ج ۲/ ص ۴۔

۳۱۔ البغدادی، ہدیتۃ العارفین ج ۱/ ص ۳۔

۳۲۔ الصفدی، الوافی بالوفیات، ج ۱، ص ۱۵۲۷؛ الزرکلی الأعلام، ج ۲/ ص ۱۲۶؛ کحالہ عمر رضا، معجم المؤلفین ج ۳/ ص ۱۴۲۔

۳۳۔ خطیب: تاریخ بغداد ج ۸/ ص ۱۱۔

۳۴۔ الزرکلی، الأعلام ۱۲۶/۳۔

۳۵۔ ابن ندیم' الفہرست، ص ۳۰۳۔

۳۶۔ الإصفہانی، ابو الفرج' کتاب الأغانی' ج ۲/ ص ۸۔

۳۷۔ ابن نجاز ذیل تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۰۔

۳۸۔ ابن حجر العسقلانی' لسان المیزان' دار الکتب العلمیۃ' ج ۲/ ص ۲۲۷۔ نمبر ۱۲۲۷۔

۳۹۔ الصفدی' صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ' الوافی بالوفیات' تحقیق: احد الارناؤوط وترکی مصطفیٰ' دار احیاء التراث۔ بیروت' ۱۴۲۰ھ' ج ۱۳' ص ۱۸۷۔

۴۰۔ ابن نجار' ذیل تاریخ بغداد' دار الکتب العلمیہ' بیروت۔ ۲۰۰۱ء' ج ۲ ص ۸۷۔

۴۱۔ ابن الندیم' الفہرست' ص ۱۲۹؛ ابن الجوزی' المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ج ۳، ص ۴۔

۴۲۔ یاقوت الحموی' معجم الادباء ج ۱۷/ ص ۱۴۵؛ البغدادی' اسماعیل باشاہ' ہدیۃ العارفین' ج ۱/ ص ۴۶۳۔

۴۳۔ ابن الاثیر' اللباب فی تہذیب الانساب' ج ۱/ ص ۳۷۔

۴۴۔ حوالہ مذکور۔

۴۵۔ ابن النجار' ذیل تاریخ بغداد ج ۲/ ص ۱۰؛ الذہبی' سیر الاعلام النبلاء' ج ۱۳/ ص ۱۲۔

۴۶۔ البلاذری ، احمد بن یحییٰ (م ۲۷۹ ھ) فتوح البلدان ، تحقیق:صلاح الدین ،ط ا ، مکتبۃ نہضۃ مصر، (القاہرۃ : ۱۹۸۰م، ج ۲ /ص ۲۲۹ ؛ حسن ، احمد حسن ، الشریف ، احمد اب ا رہیم ، العالم الاسلامی فی العصر .۳۱۸ -العباسی ط ا، دار الفکر العربی ، بیروت : ۱۹۸۰م ، ص ۳۱۷

۴۷۔ حسن احمد وابرہیم الشریف ، العالم الاسلامی فی العصر العباسی ،ص ۳۴۵

۴۸۔ ابن خلدون ، عبد الرحمٰن بن محمد المغربی) ت :۸۰۸ ہ (المقدمۃ ، ط ۴ ، دار القلم ، بیروت : ۸۱۱۹ م ،(۹۵ -ص ۴۳۴ ؛ احمد امین ، ضحیٰ الاسلام ، دار الکتاب العربی ، بیروت: د/ت ، ج ۱ / ص ۱۶۰۔

۴۹۔ حوالہ مذکور۔

۵۰۔ متز ، ادم ، الحضارۃ الإسلامیۃ فی القرن ال ا ربع الہجری ، ترجمۃ : محمد عبد الہادی إبو ریدہ ، مکتبۃ الخانجی - بیروت : د/ت ، ج ۱ /ص ۲۱۔

۵۱۔ ابن خلدون ، المقدمۃ ، ص ۴۳۴ ؛ کاشف ، سیدۃ إسماعیل ، مصادر التاریخ الإسلامی ط ا، مکتبۃ الخانجی ، .القاہرۃ : ۱۹۷۶م ، ص

۵۲۔ الجاحظ ، إبو عثمان عمرو بن بحر (ت : ۲۵۵ھ) الحیوان ، تحیق :عبد السلام ہارون ، ط ا ، مطبعۃ . ۰۸۷ -مصطفیٰ إلبابی الحلبی ، القاہرۃ : ۱۹۴۵م ، ص

۵۳۔ کراتشکوفسکی, تاریخ الأدب الجغرافی العرب, ص ۱۶۷۔

۵۴۔ ابن سعید المغربی, کتاب الجغرافیا, ص ۳۴۔

۵۵۔ میکلیل, اندریۃ, جغرافیۃ دار الاسلام البشریۃ حتی منتصف القرن الحادی عشر, ترجمۃ, ابراہیم خوری, منشورات وزرات الثقافۃ, سوریا, ۱۹۸۵ء, ج ۲, ص ۱۳۵۔

۵۶۔ بطلیوس عربی رسم الخط لکھا جاتا ہے جب کہ لاطینی نام Ptolemacus مستعمل ہے۔ اس کی نسبت چھٹے رومی شہنشاہ Claudius کے بیٹے کی طرف کی جاتی ہے۔ بطلیموس مشرقی علم ہئیت' جعفرافیہ اور یہاں تک کہ تمام علوم پر دسترس رکھتا تھا۔ جس کا اثر بعد کے آنے ولے اہل علم پر ہوا۔ انہوں نے پ وری دنیا کا قدیم ترین تصور پیش کیا۔ سن وفات ۱۶۷ء ہے عہد بنو عباس میں جغرافیہ بطلیموس کا ترجمہ کئی بار ہوا۔ تاہم اس وقت صرف محمد بن موسیٰ الخوارزمی کی کتاب موجود ہے' جو بطلیموس کی تصنیف سے ماخوذ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ' دانش گاہ پنجاب' ج ۴' ص ۶۲۵۔

۵۷۔ Karmers, J.H, Analecta Orientalia, Lidon Publication ١٩٥٦, p ١٥٣ تاہم یہ واضح رہے خود ابن خرداذبہ کا بھی بیان ہے کہ اس نے بطلمیوس کی کتاب کو پڑھا اور اس کا ترجمہ کیا تھا' یہ ممکن ہے یہ کتاب یونانی زبان تھا۔

۵۸۔ ابن خرداذبہ, المسالک والممالک, تحقیق: الدکتور محمد مخزوم, دار احیاء التراث العربی, بیروت, ۱۹۸۸ء, ص ۱۵۔

۵۹۔ حوالہ مذکور' ص ۱۷۔

۶۰۔ حوالہ مذکور, ص ۲۹۔

۶۱۔ حوالہ مذکو ص ۳۱۔

۶۲۔ حوالہ مذکور ص ۳۵۔

۶۳۔ حوالہ مذکو ص ۱۲۰

۶۴۔ حوالہ مذکور, ص ۹۹۔

۶۵۔ حوالہ مذکور' ص ۱۰۵

۶۶۔ حوالہ مذکور

۶۷۔ حوالہ مذکور' ص ۱۶۲۔ ۱۷۰۔

۶۸۔ الرازی: تفسیر کبیر ج ۵/ ص ۷۸۶۔

۶۹۔ مسعودی' مروج الذہب ومعادن الجوہر' ج ۱, ص ۱۴؛ المقدسی البشاری' شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد' حسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم' مکتبۃ مدبولی' القاہرہ' ۱۴۱۱ھ ص ۳۶۲۔

۷۰۔ المقدسی البشاری' احسن القاسیم معرفۃ الاقالیم, ص ۳۶۲۔

۷۱۔ الاصفہانی' الاغانی' ج ۱/ ص ۳۶۔

۷۲۔ ابو الفداء' عماد الدین اسماعیل بن عمر' تقویم البلدان' ط ۱/ ار الصادر بیروت ص ۱۴۔

۷۳۔ عزالدین محمد بن علی بن ابراہیم' الاعلاق الخطیرۃ فی ذکر امراء الشام والجزیرۃ' ج ۳/ ص ۱۔